ڈاکٹر یاسمین کوثر☆

Iqbal's Concept of Education and Training

(In the Perspective of Islam)

اقبال کا تصور تعلیم و تربیت (اسلام کے تناظر میں)

Abstract

Allama Iqbal was a poet Philosopher and thinker. He expressed his views in poetry based on the Quran and Sunnah. He belonged to a religious family. His parents and teachers like Mir Hassan Played a fundamental role in his education and training. He was an orthodox Muslim and a lover of Rasool Akram (Peace be upon him). In his poetry the aspect of love for religion of Islam and love for the prophet is prominent. A Muslim's Religion is not complete without believing in Prophet. In the Quran Allah has ordered the Muslims to obey his prophet as well as himself. Iqbal wanted the training of our new generation according to the principles of Islamic religion. He wished that our new generation must acquire the modern education of science and arts, but it should not have the aspect of atheism, rather the teaching of religion of Islam should be prominent and should be trained in self-realization, because success of the world and hereafter depends upon the following of Quran and Sunnah. Allama Iqbal wants to make the youth of the nation, Through the light of education, the winner of the battle of life and consider education as the most effective means for this purpose. According to Iqbal's teaching when a Muslim loyal to Allah and his prophet, Almighty Allah puts the pen of destiny in his hand. This article consists of research analysis of Iqbal's teaching regarding modern education.

Keywords: Iqbal, religion, Islamic teachings, self-realization, youth

علامہ اقبال ایک شاعر، فلسفی اور مفکر تھے انھوں نے اپنی شاعری میں جن موضوعات پر اظہار خیال کیا ان کی اساس قرآن و سنت پر رکھی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ علامہ ایک دین دار گھرانے سے تعلق رکھتے تھے ان کی تعلیم و تربیت میں ان کے والدین اور سید میر حسن جیسے اساتذہ کا اساسی کردار ہے علامہ ایک راسخ العقیدہ مسلمان تھے، وہ ایک عاشق رسولؐ تھے۔ ان کی شاعری میں دین اسلام سے محبت اور عشق رسولؐ کا پہلو نمایاں ہے۔ ایک مسلمان کے لیے آپؐ پر ایمان لائے بغیر دین مکمل ہی نہیں ہوتا قرآن میں بھی اللہ نے جہاں اپنی اطاعت کا حکم دیا ہے وہاں آپؐ کی اطاعت کو لازم قرار دیا۔ اقبال چاہتے تھے کہ ہماری نسل نو کی تربیت دین اسلام کے اصولوں کے مطابق ہو اور وہ جدید علوم و

☆ اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، یونیورسٹی آف سیالکوٹ، سیالکوٹ	ای میل:Yasmin.amranb@gmail.com

ایک مسلمان کے لیے آپؐ پر ایمان لائے بغیر دین مکمل ہی نہیں ہوتا قرآن میں بھی اللہ نے جہاں اپنی اطاعت کا حکم دیا ہے وہاں آپؐ کی اطاعت کو لازم قرار دیا۔ اقبال چاہتے تھے کہ ہماری نسل نو کی تربیت دین اسلام کے اصولوں کے مطابق ہو اور وہ جدید علوم وفنون بھی ضرور حاصل کریں لیکن اس میں الحادی پہلو نہ ہو بلکہ دین اسلام کی تعلیمات نمایاں ہوں عرفان ذات اور خودی کی تربیت ہو۔

علامہ اقبال اردو ادب کے صرف عظیم شاعر ہی نہ تھے بلکہ وہ ہمہ جہت شخصیت کے مالک تھے وہ ایک فلسفی و مفکر بھی تھے۔ اکیسویں صدی میں علامہ اقبال اردو ادب کی ایک ایسی شخصیت ہیں جن کی انقلابی شاعری اور فکر و فلسفہ کی قدر و قیمت وقت گزرنے کے ساتھ دو چند ہو گئی ہے۔ اقبال کی دور بیں نگاہ ماضی حال اور مستقبل کے تقاضوں کو گہرائی سے جانتی تھی۔ ایران کے ملک الشعرا بہار نے اقبال کے بارے میں کہا تھا "قرن حاضر خاصہ اقبال گشت" علامہ خود بھی کہتے تھے "من نوائے شاعر فرداستم"۔ اقبال نے غلامی کی فضا میں آنکھ کھولی لیکن اس غلامی کو کبھی دل سے قبول نہ کیا اور مسلمانوں کی آزادی کے لیے کوشاں رہے۔ اقبال مسلمان نوجوانوں کو قرآن وحدیث کے ساتھ ساتھ جدید علوم وفنون کے حصول کی ترغیب دیتے رہے تاکہ مسلمان بھی ترقی یافتہ قوموں کے ساتھ ترقی کی راہ پر گامزن ہو سکیں۔ اگر اچھی تعلیم کے ساتھ بہترین تربیت بھی دی جائے تو پھر کوئی ایسی وجہ نہیں کہ ہم ترقی یافتہ قوموں میں شامل ہو سکیں۔

علامہ اقبال باقاعدہ ماہر تعلیم تو نہ تھے لیکن ان کی تحریروں میں جدید تعلیمی نظریات و خیالات کی گہرائی کے ساتھ ساتھ تعلیم کے نظری و عملی مسائل پر ان کی گہری نظر تھی۔ اقبال کے نزدیک علم کی دو اقسام ہیں ایک علم تو اکتسابی معلومات کا مجموعہ ہے جو اللہ کی مخلوق سے متعلق ہے دوسرا علم روحانی ہے جس کا تعلق روح سے ہے جس کی کلید تزکیہ نفس میں ہے۔(۱)

اقبال نے سیالکوٹ کی مسجد کے مکتب سے لے کر میونخ یونیورسٹی اورکسفورڈ ان جیسے اعلیٰ تعلیمی اداروں سے علم حاصل کیا اور ماہر اساتذہ کرام سے تعلیم کے ساتھ ساتھ بہترین تربیت بھی حاصل کی۔ مختلف اداروں میں تدریس کے فرائض بھی سرانجام دیے۔ اس طرح علامہ اقبال تعلیم و تدریس کے مختلف معیارات، علوم وفنون کے مختلف مراکز سے اچھی طرح واقف تھے۔ انھوں نے مشرق و مغرب کے علمی سرچشموں سے فیض حاصل کیا۔ بقول اقبال:

چلی ہے لے کے وطن کے نگار خانے سے
شرابِ علم کی لذت کشاں کشاں مجھ کو (۲)

اقبال جدید تعلیم سے آراستہ تھے لیکن مغربی تہذیب کی خامیوں اور کمزوریوں سے بھی بخوبی واقف تھے اسی لیے وہ مغرب کے الحادی نظام تعلیم کی مخالفت کرتے ہیں۔ بقول اقبال:

ڈھونڈنے والا ستاروں کی گزرگاہوں کا
اپنے افکار کی دنیا میں سفر کر نہ سکا
اپنی حکمت کے خم و پیچ میں الجھا ایسا!

آج تک فیصلہ نفع و ضَرر کر نہ سکا (۳)

اقبال کادور مسلمانوں کی غلامی کادور تھا۔ مسلمانوں پر الحادی طاقتوں نے قبضہ کر رکھا تھااور ان پر طرح طرح کے مظالم ڈھائے جارہے تھے ان کے طرز رہن سہن پر مغربی تہذیب غالب تھی مسلمانوں کی اکثریت سیاسی انحطاط اور معاشی بد حالی کا شکار تھے۔ اقبال نے ملت اسلامیہ کی اصلاح کا بیڑا اٹھایا لیکن انھیں اس بات کا خدشہ تھا کہ مسلمان قوم اپنے اسلاف کی روایات کو فراموش کرنے کے ساتھ ساتھ مغربی کلچر کے رنگ میں نہ رنگ جائیں کیونکہ اقبال کے نزدیک مغربی تعلیم محض دھوکے اور فریب کے سوا کچھ نہیں:

اور یہ اہلِ کلیسا کا نظامِ تعلیم
ایک سازش ہے فقط دین و مروت کے خلاف (۴)

اقبال نے مغربی تہذیب کی مخالفت کرتے ہوئے یہ فرمایا کہ اس نے زندوں کو مُردہ اور مُردوں کو مُردہ تر کر دیا ہے اور اس کی ساری چکاچوند جو نگاہ کو خیرہ کرتی ہے اہل بصیرت کے لیے باعثِ عبرت ہے۔

نظر کو خیرہ کرتی ہے چمک تہذیب حاضر کی
یہ صناعی مگر جھوٹے نگوں کی ریزہ کاری ہے (۵)

ہمارے زوال کا سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ ہم مغربی تہذیب کی اندھادھند تقلید کرتے کرتے اپنی اُخروی زندگی کو فراموش کر چکے ہیں اور محض جسمانی عیش و عشرت کو روحانی سکون پر ترجیح دینے لگے ہیں جس کے نتیجے میں ہمارے اندر پریشان حالی، نفسانفسی، خود غرضی، غلامی، بے عملی، نمود و نمائش جیسی برائیاں جنم لے چکی ہیں جو لمحہ بہ لمحہ زوال کے اندھے گڑھے کی طرف لے جارہی ہیں جبکہ اقبال کے نزدیک نفسانی خواہشات پر قابو پانا اور مفید علم کو عمل کے سانچے میں ڈھالنا ہی درحقیقت تعلیم ہے۔ اس سلسلے میں ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی لکھتے ہیں:

"اقبال تعلیم برائے زندگی کے قائل تھے یعنی ایسی تعلیم جو زندگی کی تشکیل و تعمیر کرے اور اسے بہتر اور خوب صورت بنائے اور تخریبی عناصر اور منفی قوتوں سے محفوظ رکھے۔ تعلیم کا مقصد بعض جدید فلسفیوں کے مطابق جان لینا یا سیکھ لینا ہے مگر جاننے اور سیکھنے کی غرض وغایت کیا ہونی چاہیے؟ اقبال کہتے ہیں کہ سب سے پہلے انسان اپنے آپ کو پہچانے۔ گویا علامہ تعلیم کو زندگی اور اس سے آگے بڑھ کر خودی سے وابستہ و مربوط کرتے ہیں۔"(۶)

اقبال کی شاعری میں جو پیغام ملتا ہے اس میں اقبال کے نظریہ تعلیم کا جائزہ لیں تو معلوم ہو گا کہ انھوں نے زندگی کے باقی مسائل کے ساتھ ساتھ تعلیم کی فنی اور عملی صورتوں پر نہ صرف غور و فکر کیا بلکہ تعلیمی مسائل کو توجہ کا مرکز بھی بنایا اور اسے اپنے فکر و فلسفہ میں خاص جگہ دی۔ ان کی شاعری سراپا تعلیم ہے۔(۷) علامہ نے اپنے دور کے نظام تعلیم پر تنقیدی نگاہ ڈالتے ہوئے فرمایا:

آہ! مکتب کا جوان گرم خوں!

ساحرِ افرنگ کا صید زبوں!

دنیا ہے روایات کے پھندوں میں گرفتار

کیا مدرسہ، کیا مدرسے والوں کی تگ و دو!(۸)

علامہ کے دور میں ہندوستان میں دو قسم کے نظام تعلیم رائج تھے ایک جدید مغربی نظام تعلیم اور دوسرا دینی مدرسوں کا نظام تعلیم تھا ۔ دونوں نظام اس قابل نہ تھے کہ وہ ملک و قوم کی امنگوں پر پورے اتر سکیں اقبال جدید تعلیم کو مذہب سے بیگانہ نہیں رکھنا چاہتے تھے اسی لیے وہ شکایت کرتے نظر آتے ہیں کہ مغرب کا الحادی نظام تعلیم نوجوانوں کو ان کے دین سے بیزار کرتا ہے۔ تنگ نظری، تعصب، جہالت اور قنوطیت پسندی زیادہ رہی۔ اقبال مسلمانوں کو قرآن سے جوڑنا چاہتے تھے۔ بقول اقبال:

گر تو می خواہی مسلماں زیستن

نیست ممکن جز بہ قرآں زیستن (۹)

دینی مدرسوں میں جو تعلیم دی جارہی تھی وہ جدید تعلیم سے بالکل نا آشنا تھی اور وقت کے تقاضوں کو پورا نہیں کر رہی تھی علاوہ ازیں دین کی روح سے بھی عاری تھی اسی لیے یہاں سے فارغ التحصیل لوگ زندگی کے مسائل کے حل سے نا آشنا تھے۔ انھی دینی مدرسوں سے تعلیم حاصل کرنے والے چند علمانے دین کی بڑی خدمت بھی کی لیکن زیادہ تر ان میں وہ لوگ تھے جنھیں اقبال کی اصطلاح میں "ملا" کہا جاتا ہے۔ ملا رجعت پسندی، تنگ نظری، تعصب، اور جہالت کی علامت ہے:

تری نماز میں باقی جلال ہے، نہ جمال

تری اذاں میں نہیں ہے مری سحر کا پیام

قوم کیا چیز ہے، قوموں کی امامت کیا ہے

اس کو کیا سمجھیں یہ بے چارے دو رکعت کے امام!(۱۰)

اقبال چونکہ خود جدید تعلیم یافتہ تھے اس لیے اس کی خوبیوں خامیوں سے بخوبی واقف تھے اور عصرِ حاضر کے تقاضوں کو بھی جانتے تھے کہ جدید علوم وفنون کی تعلیم کے حصول کے بغیر ہم ترقی یافتہ قوموں کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اقبال نے اپنے عہد کے نظام تعلیم پر تنقید کی انھوں نے مدرسہ، طلبہ اور نصاب پر اپنے خیالات کا اظہار کیا، وہ ایک ایسا کامیاب نظام تعلیم چاہتے تھے جو زندگی گزارنے کے لیے ہمیں اپنے مسائل کا حل بتائے اور عرفان ذات کا درس دے، جس سے ہم اپنا کھویا ہوا وقار حاصل کر سکیں۔ بقول اقبال:

خودی ہو علم سے محکم تو غیرت جبریل

خودی ہو عشق سے محکم تو صور اسرافیل

خوش تو ہیں ہم بھی جوانوں کی ترقی سے مگر

لب خنداں سے نکل جاتی ہے فریاد بھی ساتھ (۱۱)

اقبال نے "ضرب کلیم" میں "تعلیم و تربیت" کا مستقل طور پر عنوان قائم کیا، جس میں اس موضوع سے متعلق ان کے خیالات دیکھے جا سکتے ہیں۔ یہ مضمون شیخ عبد القادر کے رسالہ "مخزن" کے جنوری 1902ء کے شمارے میں شائع ہوا اس میں اساتذہ کے لیے لازمی قرار دیا گیا ہے کہ وہ طلبا کی تعلیم کے ساتھ ساتھ ان کی تربیت کا بھی خاص خیال رکھیں کیونکہ تربیت کے بغیر تعلیم نامکمل ہے۔ اقبال نے دیکھا کہ اس وقت نئی نسل کو جو دینی و دنیاوی تعلیم دی جا رہی تھی اس کی روح تک طلبا کی رسائی نہیں ہے۔ یہاں کے فارغ التحصیل طلبا زندگی کے مسائل کو حل نہیں کر سکتے۔ بقول اقبال:

وہ علم نہیں زہر ہے احرار کے حق میں
جس علم کا حاصل ہے جہاں میں دو کفِ جو
ہم سمجھتے تھے کہ لائے گی فراغت تعلیم
کیا خبر تھی کہ چلا آئے گا الحاد بھی ساتھ (۱۲)

اقبال مغرب کے نظام تعلیم پر اس لیے بھی کڑی تنقید کرتے ہیں کہ اس سے نوجوانوں کی خودی کے حصول اور عرفان ذات کے عمل میں رکاوٹ آتی ہے۔ افراد اور اقوام کی حیات میں بہتر تعلیم و تربیت کو بنیادی اہمیت حاصل ہے کیونکہ پوری زندگی کی عمارت کی بنیاد تربیت یافتہ افراد پر ہوتی ہے۔ جس ملک کے جتنے زیادہ لوگ تعلیم یافتہ ہوں گے وہ ملک اتنی کامیابی کی منزلیں طے کرتا جائے گا۔

اقبال مردوں کے ساتھ ساتھ عورتوں کی تعلیم کے بھی حق میں تھے لیکن ایسی تعلیم جو عورت کو امومت کے درجے سے گرا دے اسے وہ موت کے برابر سمجھتے ہیں اقبال نے مغربی تعلیم کا ایک بہت بڑا المیہ جذبہ امومت سے بیگانگی کو قرار دیا ہے۔ جدید دور کی عورت اپنے فرائض سے نا آشنا ہے جو اللہ نے اس کے سپرد کیے ہیں۔ نئی نسل کی تربیت کی ذمہ داری سے دور ہو رہی ہے۔ بقول اقبال:

جس علم کی تاثیر سے زن ہوتی ہے نازن
کہتے ہیں اسی علم کو اربابِ نظر موت
بیگانہ رہے دیں سے اگر مدرسہ زن
ہے عشق و محبت کے لیے علم و ہنر موت (۱۳)

اقبال کے دور میں رائج نظام تعلیم کا جائزہ لیں تو معلوم ہو گا کہ اس وقت ہندوستان میں برطانوی حکومت کے نمائندہ لارڈ میکالے کا نظام تعلیم تھا جو وہاں کے نوجوانوں کو ذہنی طور پر انگریز بنانا چاہتا تھا جس پر اقبال اس طرح کڑی تنقید کرتے ہیں:

مقصد ہو اگر تربیت لعل بدخشاں
بے سود ہے بھٹکے ہوئے خورشید کا پرتو
دنیا ہے روایات کے پھندوں میں گرفتار
کیا مدرسہ، کیا مدرسے والوں کی تگ و دو!
کر سکتے تھے جو اپنے زمانے کی امامت
وہ کہنہ دماغ اپنے زمانے کے ہیں پیرو!(۱۴)

اقبال اپنے دور کے بڑے شاعر تو تھے لیکن اس کے ساتھ ساتھ ان کی علمی فہم و فراست کو دنیا تسلیم کرتی تھی، 1933ء میں افغانستان کے بادشاہ نادر شاہ نے یونیورسٹی کی تعلیمی منصوبہ بندی کے سلسلے میں اقبال کو اپنے ملک آنے کی خصوصی دعوت دی جسے اقبال نے قبول کیا اور سر راس مسعود اور سید سلیمان ندوی کے ہمراہ افغانستان تشریف لے گئے۔ انھوں نے سفر بھی ساتھ کیا۔(۱۵)

اقبال ایک ایسا تعلیمی ادارہ قائم کرنا چاہتے تھے جو دین کے ساتھ ساتھ دنیاوی علوم کو بھی بہتر طریقے سے فروغ دے۔ اس سلسلے میں انھوں نے علامہ مصطفی المراغی شیخ الجامعہ الازہر کو ایک خط میں لکھا کہ ہم چاہتے ہیں کہ پنجاب کے گاؤں میں ایسا تعلیمی ادارہ قائم کریں جو دیگر دینی اداروں سے بالکل مختلف اور بے مثال نظر آئے۔ اس ادارے میں دینی علوم کے ساتھ ساتھ جدید دنیاوی علوم بھی حاصل کر سکیں گے۔ اساتذہ بھی دینی علوم کے ساتھ جدید علوم کے ماہر بھی ہوں گے۔ جدید لائبریری بھی قائم کی جائے گی۔ ہم چاہتے ہیں کہ آپ بھی جامعہ الازہر یونیورسٹی کے ایک فاضل استاد کو یہاں اس نیک مقصد کی تکمیل میں مدد کے لیے بھیجیں۔ ہمیں امید ہے کہ یہیں سے وہ چراغ روشن ہوں گے جو ہندستان کو علم کی روشنی سے منور کر دیں گے۔(۱۶)

اقبال ایک ایسا نظام تعلیم چاہتے تھے جو جدید نظام تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی تقاضوں کو بھی پورا کرتا ہو اور اس تعلیم سے خودی کی نشو و نما بھی ہو جس سے مرد مومن کی شخصیت کی تعمیر ہو سکے۔

تعلیم کے تیزاب میں ڈال اس کی خودی کو
ہو جائے ملائم تو جدھر چاہے، اُسے پھیر

خودی ہو علم سے محکم تو غیرت جبریل
اگر ہو عشق سے محکم تو صور اسرافیل(۱۷)

حصول علم کے دو ذریعے ہیں ایک عقل و حواس سے اور دوسرا ایمان و وجدان سے حاصل ہوتا ہے۔اقبال ان دونوں میں ربط چاہتے ہیں۔علامہ نے اپنی نظم:''فردوس میں ایک مکالمہ''میں جدید تعلیم میں مذہب کی ضرورت و اہمیت کو اس طرح اجاگر کیا ہے:

جب پیرِ فلک نے ورق ایام کا الٹا

آئی یہ صدا پاؤ گے تعلیم سے اعزاز

آیا ہے مگر اس سے عقیدوں میں تزلزل

دنیا تو ملی، طائرِ دیں کر گیا پرواز

دیں ہو تو مقاصد میں بھی پیدا ہو بلندی

فطرت ہے جوانوں کی زمیں گیر زمیں تاز

مذہب سے ہم آہنگی افراد ہے باقی

دیں زخمہ ہے، جمعیت ملت ہے اگر ساز

بنیاد لرز جائے جو دیوار چمن کی

ظاہر ہے کہ انجام گلستاں کا ہے آغاز

پانی نہ ملا زمزم ملت سے جو اس کو

پیدا ہیں نئی پود میں الحاد کے انداز(۱۸)

ڈاکٹر جمیل جالبی نے اقبال کے پیغام اور نئی نسل کی مغرب کی اندھی تقلید پر تنقید کرتے ہوئے فرمایا:

"آپ آج کی محفل میں اکیسویں صدی میں پیغام اقبال کی بات کر رہے ہیں اقبال نے جو پیغام بیسویں صدی کو دیا تھا ہم نے تو اس راستے ہی کو چھوڑ دیا ہے۔جب راستہ ہی بدل لیا تو پھر منزل بھی کوئی دوسری ہو گی۔"(۱۹)

فکر اقبال کے مطابق دینی تعلیمات کی روشنی میں حاصل ہونے والے علم سے مقاصد میں بلندی پیدا ہو گی۔پروفیسر بختیار حسین صدیقی لکھتے ہیں کہ اقبال نے تعلیم کو ایک طرف تو مذہبی عقائد واقداراور دوسری طرف معاشرے کی ضروریات کا پابند بنایا اس کی وجہ یہ تھی کہ انھوں نے مذہب کے ساتھ معاشرے کی تبدیل شدہ روحانی ضروریات کو کبھی نظر انداز نہیں کیا۔(۲۰)
پروفیسر فتح محمد ملک، اقبال کے مسلمانوں کے ماضی کے بارے میں خیالات پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اقبال مسلمانوں کے ماضی کا خیال کرتے ہیں تو انھیں وسطِ ایشیا کا شاندار ماضی یاد آتا ہے۔ اقبال اسی کے عکس پر وسط ایشیا کا مستقبل تعمیر کرنے کے تمنائی ہیں۔ اقبال عہدِ حاضر کے ایک یگانۂ روزگار شاعر، فلسفی اور دانشور تھے۔ ان کے فنی اور فکری کمالات کو تین دائرہ ہائے عمل میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ ان کی ذات بیک وقت برصغیر، دنیائے اسلام اور دنیائے انسانیت کو مادی اور روحانی ترقی و تکمیل کی جانب گامزن دیکھنے کی تمنائی رہی۔۔۔ اپنی شاعری اور فکر کے ذریعے اقبال وسط ایشیاکی محکومی اور وسط ایشیا میں روسی استبداد کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرتے ہیں۔ وہ وسطِ ایشیا کو پھر سے بیدار ہونے اور تعمیر جہاں میں اپنا کردار ادا کرنے کا فریضہ یاد دلاتے رہتے ہیں"۔(۲۱)

اقبال نے تعلیم کے ساتھ اچھی تربیت پر بھی دلائل کے ساتھ زور دیا ہے۔وہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی تربیت کا حوالہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

یہ فیضان نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی

سکھائے کس نے اسماعیل کو آداب فرزندی(۲۲)

جس علم کے حصول کے باوجود انسان اپنی ذات کے عرفان سے محروم ہو ایسا علم اقبال کے لیے قابل قبول نہیں۔ علامہ چاہتے تھے کہ مسلمان اپنی تہذیب وتمدن کو یاد رکھیں اور اسلامی تعلیمات کو فروغ حاصل ہو اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لیے بھی راہ ہموار ہو تا کہ مسلمان مغربی غلامی سے نجات حاصل کر کے اپنا کھویا ہوا وقار، مقام اور مرتبہ حاصل کریں اس طرح ان کا شمار بھی ترقی یافتہ قوموں میں ہو سکے گا۔

اقبال کا فکر و فن آج اتنی اہمیت رکھتا ہے جتنا شاید ان کے اپنے دور میں بھی نہ رکھتا ہو گا وہ روشن مستقبل پر نظر رکھنے والے شاعر تھے۔ ایک دور بین شاعر تھے۔ اقبال ایک ایسا جدید نظام تعلیم چاہتے تھے جو دینی تقاضوں کو بھی پورا کرتا ہو اور فرد کی خودی کی نشو و نما کے ساتھ مرد مومن کی شخصیت کی تعمیر میں بھی اساسی کردار ادا کرے تا کہ ایک بہتر معاشرے کی تکمیل کے ساتھ کائنات کی تسخیر کے قابل بھی بنایا جائے۔اقبال نے اپنے تجربات و مشاہدات کی روشنی میں تعلیم و تربیت کا جو تصور پیش کیا وہ بڑا جامع اور عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق ہے اقبال مسلمانوں کے تمام مسائل کا حل قرآن اور سنت میں تلاش کرتے ہیں۔ قرآن کی تعلیمات اور اتباع رسولؐ واسوہ حسنہ کی پیروی میں دنیا و آخرت میں کامیابی ہے علامہ اقبالؒ تعلیم کے ذریعہ خودی کو جلا دے کر قوم کے افراد کو جہاد زندگی کے مردِ غازی بنانا چاہتے ہیں اور اس مقصد کے لیے نظام تعلیم کو روحِ جہاد پیدا کرنے کا سب سے مؤثر ذریعہ سمجھتے ہیں۔ اللہ اور اس کے حبیب محمدؐ سے وفا کرنے پر اللہ تقدیر کی لوح و قلم آپ کے ہاتھ میں تحفے کے طور پر تھما دیں گے ۔یہی ایک مومن کی کامیابی کی معراج ہو گی۔ اقبال کی شاعری میں مایوسی نظر نہیں آتی بلکہ وہ مسلمانوں کے روشن مستقبل کی نوید سناتے ہیں۔ اور اللہ سے دعا کرتے ہیں:

خدایا! آرزو میری یہی ہے

مرا نور بصیرت عام کر دے(۲۳)

حوالہ جات

۱۔ صدیقی، ابو اللیث صدیقی، ڈاکٹر، "ملفوظات اقبال مع حواشی و تعلیقات"، (لاہور: اقبال اکادمی، پاکستان ۱۹۴۹)، ص: ۶۸۔۶۹

۲۔ محمد اقبال، علامہ، "کلیات اقبال، اردو، "(لاہور: اقبال اکادمی، پاکستان، ۲۰۱۸ء)، ص: ۱۲۲

۳۔ ایضاً، ص: ۵۸۳

۴۔ ایضاً، ص: ۵۹۹

۵۔ ایضاً: ص: ۳۰۵

۶۔ سفید چھڑی، ماہنامہ، سرگودھا، اقبال نمبر، نومبر دسمبر ۱۹۹۲ء، ص: ۵۹

۷۔ افکار معلم، ماہنامہ لاہور، اپریل ۲۰۰۳ء، ص: ۳۶

۸۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، ''کلیات اقبال، اردو''، ص: ۴۶۴، ۵۹۸

۹۔ محمد اقبال، علامہ ڈاکٹر، "کلیات اقبال فارسی"، (لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، ۱۹۸۷)، ص: ۱۲۳

۱۰۔ محمد اقبال، ڈاکٹر، علامہ، ''کلیات اقبال، اردو''، ص: ۵۳۷

۱۱۔ ایضاً، ص: ۳۹۱، ۲۳۸

۱۲۔ ایضاً ص: ۶۷۸، ۲۳۸

۱۳۔ ایضاً ص: ۶۰۸

۱۴۔ ایضاً ص: ۵۹۷

۱۵۔ عطااللہ، شیخ، مرتب، "اقبال نامہ، مجموعہ مکاتیب، یک جلدی"، (لاہور: اقبال اکادمی، پاکستان، ۲۰۱۲ء)، ص: ۱۷۳۔۱۷۸

۱۶۔ ایضاً، ص: ۲۲۳۔۲۲۴

۱۷۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، ”کلیات اقبال، اردو“، ص۶۶۶، ۳۹۱

۱۸۔ ایضاً، ص:۲۷۵

۱۹۔ الاقربا، سہ ماہی، اسلام آباد، جولائی ستمبر ۲۰۰۳، ص:۲۷۴

۲۰۔ صدیقی بختیار حسین، پروفیسر، "اقبال بحیثیت مفکر تعلیم"، (لاہور: اقبال اکادمی، پاکستان، ۲۰۱۲ء)، ص:(ز)

۲۱۔ نوائے وقت، روزنامہ، لاہور، ۹ نومبر ۲۰۱۴ء، ص:۱۳

۲۲۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، کلیات اقبال اردو، ص:۳۵۳

۲۳۔ ایضاً، ص:۴۱۱

References:

1. Siddiqi, Abul Lais Doctor, " Mlfuzat e Iqbal, Ma Hawwashi o Taliqat" ,(Lahore: Iqbal Academy, Pakistan, 1949), P: 68-69
2. Muhammad Iqbal, Allama, " Kuliyat e Iqbal,Urdu", (Lahore: Iqbal Academy, Pakistan, 2018), P: 122
3. Ibid,P: 583
4. Ibid, P:599
5. Iblid, P:305
6. Monthly, " Sufaid Chari", Sargodha, Iqbal Number, November, December,1992, P:59
7. Monthly, Afkar e Mualim, Lahore, April 2003, P:36
8. Muhammad Iqbal, Allama, " Kuliyat e Iqbal,Urdu", P:464,598
9. Ibid, Persian, (Lahore: Sheikh Gulam Ali and Sons, 1987), P:123
10. Muhammad Iqbal, Allama, "Kuliyat e Iqbal,Urdu", P:537
11. Ibid, P:391,238
12. Ibid, P:678, 238
13. Ibid, P: 608

14. Ibid, P:597

15. Ata Ullah, Shiekh, "Iqbal Nama, Majmuaa Makateeb e Iqbal, Yek Jldi",(Lahore: Iqbal Academy Pakistan,2012), P:173-178

16. Ibid, P:123-124

17. Muhammad Iqbal, Allama, " Kuliyat e Iqbal,Urdu",P: 666,391

18. Ibid, P:275

19. Quarterly, "Al Aqriba", Islamabad, July-September,2003, P:274

20. Siddiqi, Bakhtiyar, Hussain, Professor, "Iabal Bahetiet e Mufakir e taleem",(Lahore: Iqbal Academy, Pakistan, 2012),P: z

21. Daily, Nava e Waqt, Lahore, 9, November 2014, P:13

22. Muhammad Iqbal, Allama, " Kuliyat e Iqbal,Urdu, P:353

23. Ibid, P:411